حکمتِ سیّد مودودیؒ

(۱)

پہلے یومِ استقلال پر قوم کے نام پیغام

یومِ دستور (یومِ استقلال) ہماری قومی تاریخ کا نہایت اہم دن ہے۔ اس دن سے ہم اپنی زندگی کی ابتدا ایک ایسی آزاد قوم کی حیثیت سے کر رہے ہیں، جس نے آئینی طور پر خدا کی حاکمیت کا اقرار کیا، اور اقتدار کو اس کی طرف سے ایک مقدس امانت مان کر استعمالِ اقتدار کے لیے اس کے مقرر کردہ حدود کی پابندی قبول کی ہے۔ آج دنیا کی تمام قوموں کے درمیان ہم وہ تنہا قوم ہیں جس نے اپنے دستورِ مملکت کے سرنامے پر یہ اعلان ثبت کیا ہے کہ ہم جمہوریت آزادی، مساوات، رواداری اور اجتماعی انصاف کے اس تصور پر عمل کریں گے جو اسلام نے ہم کو دیا ہے۔ اس لحاظ سے آج کا دن ہمارے لیے صرف ایک مبارک دور کا آغاز ہی نہیں ہے بلکہ ایک سخت آزمائش کے دور کی ابتدا بھی ہے۔ ہم نے خدا اور خلق، دونوں کے سامنے اپنے آپ کو امتحان کی کسوٹی پر رکھ دیا ہے۔ اب دنیا بھی یہ دیکھے گی اور دنیا کا مالک بھی یہ دیکھے گا کہ ہم اپنے اس قول میں کہاں تک صادق اور مخلص ہیں۔

میں اس یومِ جمہوریہ پر اپنی قوم کو مبارک باد بھی دیتا ہوں کہ اور اس کے ساتھ ساری قوم سے اور اس کے ہر عنصر اور ہر گروہ سے یہ اپیل بھی کرتا ہوں کہ وہ تمام چھوٹے چھوٹے مفادات، تعصبات اور اختلافات کو نظر انداز کر کے اپنی توجہات اس ملک میں ایک مثالی

اسلامی نظام قائم کرنے پر مرکوز نہ کردے۔ ہم سب کی دنیا اور آخرت کا انحصار اس پر ہے کہ ہم اپنے اخلاق اور کردار کو درست کریں، اپنے فرض کو پہچانیں اور نیک نیتی کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کریں جس کو ہم اپنے ایمان اور ضمیر کے مطابق حق جانتے ہوں۔ ہمارے حکام کو، ہماری سیاسی پارٹیوں اور ان کے لیڈروں کو، ہمارے علما کو، ہمارے تاجروں اور صنعت کاروں کو، ہمارے زمینداروں اور سرمایہ داروں کو، ہمارے تعلیم یافتہ لوگوں اور عوام کو، اور ہمارے مردوں اور عورتوں سب کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ ان کا مستقبل پاکستان کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور پاکستان کا مستقبل اہلِ پاکستان کی سیرت و کردار کے ساتھ وابستہ۔ اگر ہم خدا ترسی دیانت، انصاف، فرض شناسی، منظم محنت و جفاکشی اور اسلام کے اصولوں کی مخلصانہ پیروی اختیار کریں تو ہماری یہ مملکت تھوڑی ہی مدت میں دنیا کی امامت و رہنمائی کے مقام پر پہنچ سکتی ہے۔ (ایشیا۔ لاہور۔ ۲۸ مارچ ۱۹۵۶ء)

---

(۲)

قراردادِ مقاصد کے معنی

(پاس شدہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء)

قراردادِ مقاصد

اس قرارداد میں کیا تھا؟ اس کی توضیح کے لیے مَیں اس کے وہ حصے لفظ بہ لفظ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو ہماری اس بحث سے متعلق ہیں:۔

" چونکہ تمام کائنات کی بادشاہی صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ہے اور چونکہ وہ اقتدار ایک مقدس امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے باشندگانِ پاکستان کے ذریعے سے ریاستِ پاکستان کو اس لیے سونپا ہے کہ وہ اس اقتدار کو اس کی مقرر کی ہوئی حدوں کے اندر استعمال کرے۔ لہٰذا یہ دستور ساز اسمبلی باشندگانِ پاکستان کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے آزاد و خود مختار ریاست پاکستان

کے لیے ایک ایسا دستور بنانے کا فیصلہ کرتی ہے۔

الف :- جس میں ریاست اپنے اقتدار و اختیارات کو باشندوں کے منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے سے استعمال کرے گی۔

ب :- جس میں پوری جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور اجتماعی انصاف کے اصولوں پر اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

ج :- جس میں مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کی ان تعلیمات اور مقتضیات کے مطابق منظم کرسکیں جو قرآن و سنت میں بیان ہوئی ہیں۔

قرارداد کی تشریح

اس قرارداد میں جن باتوں کا اقرار کیا گیا ہے وہ یہ ہیں :-

۱ — "بادشاہی کے جملہ اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہیں" یعنی پاکستان میں حاکمیت باشندگانِ ملک کی نہیں، بلکہ خداوندِ عالم کی ہے۔

۲ — "پاکستان کی حکومت کو جو اقتدار ملا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا تفویض کردہ ہے اور اس کی طرف سے ایک مقدس امانت ہے"۔ یہ بعینہٖ وہی مفہوم ہے جس کے لیے قرآن میں "خلافت" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

۳ — اقتدار کی یہ مقدس امانت حکومتِ پاکستان کو اس لیے سونپی گئی ہے کہ وہ اسے حدود اللہ کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرے"۔ دوسرے الفاظ میں اگر حکومت خدا کی مقرر کی ہوئی حدود سے باہر قدم نکالے تو وہ خیانت کی مرتکب ہے۔ امانت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حدود اللہ کی پابند ہو کر رہے۔

۴ — اقتدار کی یہ امانت حکامِ پاکستان کو براہ راست نہیں سونپ دی گئی۔ بلکہ باشندوں کے توسط سے سونپی گئی ہے اور باشندے ہی اس کے مجاز ہیں کہ اس امانت کو اپنے چنے ہوئے نمائندوں کے سپرد کریں۔

۵ — "یہ نمائندے حکومت کا سارا انتظام جمہوریت کی اس تشریح کے مطابق چلائیں گے"

جو اسلام نے پیش کی ہے"۔ دوسرے لفظوں میں یہاں جمہوریت کا نظام نہیں، بلکہ خلافتِ راشدہ کا نظام اختیار کیا جائے گا۔

۶۔ پاکستان کے ملکی قانون کی بنیادیں، آزادی، مساوات اور اجتماعی عدل کے اصولوں کی اس تشریح پر رکھی جائیں گی جو اسلام نے پیش کی ہے نہ کہ اس تشریح پر جو انگلستان، امریکہ یا روس میں اختیار کی گئی ہے۔

۷۔ " حکومتِ پاکستان مسلمانوں کو اس قابل بنانے کی ذمہ دار ہوگی کہ وہ زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں کتاب و سنت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں"۔ یعنی یہ حکومت وہی فرائض سرانجام دے گی جو ایک اسلامی حکومت کے فرائض ہیں۔ وہ محض تماشائی نہ ہوگی۔ وہ محض سابق انگریزی حکومت کی طرح روادار نہ ہوگی۔ وہ مسلمانوں کو ان کے حال پر نہیں چھوڑ دے گی کہ جس طرح چاہیں اپنی صوابدید کے مطابق کام کرتے رہیں۔ بلکہ ایجابی طور پر اس کا یہ فریضہ ہوگا کہ مسلمانوں کو اسلامی نظام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے تیار کرے۔

انہی باتوں کو دیکھ کر مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ اسلامی حکومت کے قیام کا جو مطالبہ وہ کر رہے تھے اُسے مان لیا گیا ہے اور یہ مسلمانوں نے خود ہی نہیں سمجھ لیا بلکہ ہمارے لیڈروں نے بھی اپنی تقریروں اور بیانوں میں ہم کو اس بات کا یقین دلایا کہ اس قرارداد میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور غیر مسلموں کو بھی یہ اطمینان دلایا گیا کہ اس قرارداد پر جو اسلامی ریاست قائم ہوگی اس میں ان کے حقوق بالکل محفوظ ہوں گے۔ اس طرح یہ بات پبلک اور لیڈروں کے درمیان متفق علیہ ہوگئی کہ اب یہاں اسلامی حکومت قائم ہوگی۔

(دستوری سفارشات پر تنقید - ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۰ء)